ادبیات

غزل

جناب الم مظفر نگری

کارفرما ہوں اگر ہمتیں انسانوں کی — روک دیں یورشیں بڑھتے ہوئے طوفانوں کی
عزت افزائی ہے یہ کون سے دیوانوں کی — فرشِ گل بچھنے لگے راہ میں زندانوں کی
یہ ہیں بے ضابطہ سرگرمیاں دیوانوں کی — بے جنوں دھجیاں کرتے ہیں گریبانوں کی
رسمِ زنداں ہیں کسے یاد کہ اب بعدِ فنا — بیڑیاں کون بڑھائے ترے دیوانوں کی
روح پرور تھا ہر اک جرعۂ مے کل ساقی — غم ربا آج ہے شیشوں کی نہ پیمانوں کی
بنتے جاتے ہیں حبابِ رخِ شمعِ محفل — بھیڑ کتنی سرِ فانوس ہے پروانوں کی
کیا کوئی اور بھی ویرانہ ہے زیرِ تعمیر — خاک جاتی ہے کہاں اُڑکے بیابانوں کی
بلبل و گل کے فسانوں کو نہ سمجھو بیکار — یہ ہیں دیرینہ روایات گلستانوں کی
آمدِ فصلِ بہاری کے ہیں چرچے ہر سُو — ہوگی تنظیم نئے سر سے گلستانوں کی

لالہ و گل سے ٹپکتا ہے الم خونِ وفا
محضرِ خوں ہیں فضائیں چمنستانوں کی

غزل

جناب سعادت نظیر

طے یہ ہے کہ جب تک وہ گلفام نہیں ملتا — اک لمحہ مرے دل کو آرام نہیں ملتا
سب کہنے کی باتیں ہیں، راحت کا زمانہ ہے — مرتے ہیں کہ جینے کا پیغام نہیں ملتا
ساقی، تری محفل میں سب مست ہیں پی پی کر — مجھ تشنہ جگر ہی کو اک جام نہیں ملتا
انجام سے ہستی کے آغازِ محبت ہے — آغازِ محبت کا انجام نہیں ملتا
جو لوگ جفاکش ہیں، فرصت ہی نہیں اُن کو — کاہل ہیں، جو کہتے ہیں، کچھ کام نہیں ملتا
مے خانۂ عالم میں جرأت سے جو عاری ہیں — مینا و سبو کیسے؟ اک جام نہیں ملتا

محسوس نظیرؔ ایسا ہوتا ہے مجھے اب تو
فرقت میں کسی پہلو آرام نہیں ملتا